۷۵واں باب

مقاطعہ کا خاتمہ

قریش کو تین برسوں میں مقاطعہ سے کیا ملا؟ ۴۱۰

مقاطعہ سے سب سے زیادہ فائدہ ابو جہل کو ہوا جو قریش کا مسلمہ لیڈر بن گیا ۴۱۰

مقاطعہ میں اللہ تعالیٰ نے شر میں سے خیر کو نکالا ۴۱۱

ہشام بن عمرو مقاطعہ کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرتا ہے ۴۱۲

مکہ کے بالائی حصے حجون کے پاس رات کو ایک خفیہ میٹنگ ۴۱۳

مقاطعہ اور ابو جہل کی قیادت کے خلاف طاقت و قوت کا اظہار ۴۱۴

صحیفے کو دیمک کھا جاتی ہے ۴۱۵

مطعم بن عدی صحیفے کو برباد کر دیتا ہے ۴۱۶

حسّانؓ بن ثابت مطعم کی موت پر تعریفی اشعار کہتے ہیں ۴۱۶

۷۵واں باب

مقاطعہ کا خاتمہ

قریش کو تین برسوں میں مقاطعہ سے کیا ملا؟

مقاطعہ پر پورے تین سال گزرنے کو آئے ہیں، ابلیس اور ابو جہل کی چال اُن پر ہی الٹ رہی ہے، مسلمانوں کے پائے استقلال میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، وہ مکہ میں بھی مامون ہیں اور حبشہ میں بھی۔ قبائلِ قریش کی توجہ اب شرک کے تحفظ کے مقابلے میں بنو ہاشم سے دشمنی پر زیادہ ہے اور ابو جہل تو اسلام کی مخالفت کے پردے میں اپنی اور اپنے قبیلے کی قیادت پر زیادہ لطف محسوس کر رہا ہے۔ مکہ کے مسلمان نہ صرف آزاد ہیں، بلکہ آزادی سے حرم میں آنا جانا ہے اور ایک وحدہٗ لاشریک اللہ کی عبادت سے روکنے والا اب کوئی نہیں ہے، ابو جہل کی ساری توجہ تو شعب بنو ہاشم کی پہرے داری پر ہے، اُسی پر سارا وقت لگ رہا ہے کہ کوئی رسد نہ جانے پائے مگر وہ بھی ناکام ہے اور رسد پہنچانے والوں کے ہاتھوں جوتے کھاتا ہے، رسد سے بھرے اونٹ کے اونٹ ہشام بن عمرو شعب میں بھیج رہا ہے، ہے کوئی، جو اُسے روک لے! شعب میں فاقوں پر فاقے اور ہڈیوں کے پنجر بن جانے والی باتیں محض خیالی ہیں۔ بنو عباس کے جداعلیٰ عبداللہ بن عباسؓ بھی اسی دوران پیدا ہوئے اور ماشاءاللہ صحت مند تھے اور ہر لحاظ سے عافیت میں رہے اور پرورش پائی۔

مقاطعہ سے سب سے زیادہ فائدہ ابو جہل کو ہوا جو قریش کا مسلمہ لیڈر بن گیا

ابو جہل اپنی عمر اور اپنے اخلاقِ رذیلہ کے اعتبار سے دوسرے درجے کا لیڈر تھا، اس نے محمد ﷺ کی مخالفت کی قیادت کے سہارے پورے قریش کی قیادت کو سنبھال لیا تھا۔ یہ بات یقیناً صفِ اوّل کے قائدین کو گراں ہو گی، ہم اِس بات کے مظاہر کو اُس کے میدانِ بدر میں قتل ہونے تک دیکھیں گے۔

بلاشبہ بنو ہاشم خوراک کی کمی اور قریش کے ساتھ تجارتی سہولتوں سے محرومی کے شکار کے ساتھ اپنوں سے کٹنے کا غمِ تنہائی بھی برداشت کر رہے تھے جو سب سے بڑھ کر تھا۔ اُس وقت بنو ہاشم میں مسلمان سوائے حمزہؓ اور نبی ﷺ کے خاندانوں کے اور کوئی نہ تھا، علیؓ تو خود نبی ﷺ کے خاندان ہی میں شمار ہوتے

تھے۔ابتداً بنو ہاشم اس سے زیادہ متاثر ہوئے ہوں گے مگر وہ حالات سے مقابلہ کے لیے ڈٹ گئے اور بقا کے لیے حالات سے مطابقت کے نئے راستے تلاش کر کے جم گئے تھے۔

قریش میں اُن کے سسرالی اور ننھیالی تمام رشتے دار رازدارانہ طور پر اُن کی مدد کر رہے تھے، اور اُنھیں کرنی بھی چاہیے تھی، حج کے دوران بنو ہاشم کے پاس سقایہ کی ذمے داری تھی جو بخوبی ادا ہوتی تھی۔ یہ ذمے داری کوئی مائی کا لال اُن سے نہیں چھین سکتا تھا اور نہ خانہ جنگی خون کی ندیاں بہا دیتی، اور مکہ کو قریش سے کوئی اور بیرونی قبائل چھین لیتے۔

مقاطعہ میں اللہ تعالیٰ نے شر میں سے خیر کو نکالا

مقاطعہ کے دوران مخالفین اور منکرین کی توجہ بٹ جانے سے مکہ میں آزادی سے بسنے والے مسلمانوں کو اپنی تربیت کا موقع ملا۔ اسی دوران شرک کے ابطال پر سورتیں نازل ہوئیں اور شق القمر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طاقت و قوت کا اظہار ہوا، سورہ فرقان کے ذریعے کفار کو مسلمانوں کی اخلاقی طاقت سے مرعوب اور مسلمان بن کر اُس کو حاصل کرنے کی دعوت کے ساتھ رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو اللہ کے مطلوبہ و پسندیدہ [آئیڈیل] مسلمان بننے کا خاکہ مہیا کیا گیا جس پر اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانے والے پہلے ہی سے کاربند تھے۔ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور دیگر تمام مسلمانوں نے اس دوران تبلیغِ دین کے ساتھ قریش کے سوچنے والے اذہان کو اس ظلم کے خلاف ابھارا ہو اور اُس کے لیے ذہن تیار کیے ہوں، یہی وجہ ہے کہ خود قریش کے سرداروں نے اس مقاطعہ کے خلاف بغاوت کی، اس کام میں مسلمانوں کی جانب سے اُن کی ذہن سازی میں کتنا حصہ ہے؟ چوں کہ سارا کام راز داری سے کیا گیا ہو گا، اس لیے روایات میں نہیں آ سکا۔ اس بات کے لیے ظاہر ہے کسی روایت یا تاریخی حوالے کا مطالبہ دانش مندی نہیں، عقل یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ایسا ہوا ہو گا، اور اِن حالات میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ جب بھی تاریخِ انسانی میں کسی تحریک کے ہمدرد کسی آزمایش سے دوچار ہوتے ہیں تو اُس آزمایش سے باہر اُس تحریک کے ہم نوا اُس کی رہائی اور مدد کے لیے اعلانیہ بھی اور بہت خاموشی سے بھی کوششیں کرتے ہیں۔ آج بھی لوگ اپنے ماموؤں اور دامادوں کے لیے اگر وہ کسی بھی کردہ یا نا کردہ جرم میں کسی جیل میں ہوں [خواہ وہ گوانٹا نامو جیسی اذیت ناک اور ناقابلِ رسائی ہی کیوں نہ ہو] تو اُن سے ملنے، کھانا پہنچانے اور دیگر سہولتوں کو مہیا کرنے کے ساتھ وکیل بھی تلاش کرتے ہیں، میڈیا میں بھی شور مچاتے ہیں اور کورٹ میں اُن کا مقدمہ بھی لڑتے ہیں۔

ہشام بن عمرو مقاطعہ کے خلاف رائے عامّہ کو ہموار کرتا ہے

معاہدے کے پہلے ہی دن سے لوگوں میں ناانصافی کے خلاف اضطراب تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ بڑھنا شروع ہو گیا اور اس نے تیسرے سال کے اختتام پر ایک مہم کی شکل اختیار کی جس کے آغاز کا سہرا قبیلہ بنو عامر بن لوئ کے فرد ہشام بن عمرو کے سر رہا۔ یہ رات کی تاریکی میں چپکے چپکے شِعب ابی طالب کے اندر غلّہ بھیج کر بنو ہاشم کی مدد بھی کیا کرتا تھا... یہ بنو مخزوم کے سردار زہیر بن ابی امیہ کے پاس پہنچا... زہیر، نبی ﷺ کی پھوپھی عاتکہ کا بیٹا تھا جو ابو طالب کی بہن تھیں اور اس سے کہا: زہیر! کیا تم اس پر راضی ہو کہ تم خود تو پیٹ بھر کے کھاؤ پیو، شادیاں رچاؤ اور تمھارے ماموں [ابو طالب] کے گھر والے بھوکوں مریں، اُن سے سارے رشتے ناطے توڑ لیے جائیں اور لین دین بند کر دیا جائے؟ ہشام نے اپنی گفتگو میں مزید یہ کہہ کر اپنی بات کو مستحکم کیا کہ اللہ کی قسم! اگر ایسا ہی معاملہ خود عمرو بن ہشام [ابو جہل] کو پیش آتا اور تم نے اُس کے ننھیالی رشتے داروں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی دعوت دی ہوتی جو اُس نے تمھارے ننھیال والوں کے ساتھ کرنے کی دستاویز لکھوائی ہے تو عمرو [ابو جہل] اُسے ہر گز نہ مانتا۔ زہیر بن ابی امیہ نے کہا کہ میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں؟ اگر میرا ساتھ دینے والا کوئی اور آدمی ہو تو میں اس صحیفے کو پھاڑنے کے لیے یقیناً اُٹھ کھڑا ہوتا اور اس کو پھاڑ کر ہی دم لیتا، تمھارا ساتھ دینے والا ایک آدمی تو میں موجود ہوں، ہشام نے کہا۔ زہیر نے کہا، خوب تو اب ایک تیسرا آدمی اور تلاش کرو جو ہم دونوں کا ساتھ دے۔

زہیر کو آمادہ و تیار کر کے ہشام بن عمرو، بنی نوفل بن عبد مناف کے سردار مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ مطعم کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو گھرانے ہلاک ہو جائیں اور تم بیٹھے تماشہ دیکھتے رہو؟ اگر اِن کے خلاف اسی طرح قریش کا ساتھ دیتے رہو اور قریش کو اُنھیں ختم کرنے کی اجازت دے دی تو قریش جلد ہی تمھارا بھی ایسا ہی حشر کریں گے، ہشام نے قریبی نسبی عصبیت کو ابھارا اور اُسے ملامت کی کہ وہ اس ظلم پر قریش کا کیوں کر ساتھ دے رہا ہے؟ مُطعم بن عدی نے کہا: افسوس! میں تنہا کیا کر سکتا ہوں کسی اور کو بھی آمادہ کرو۔ ہشام نے کہا کہ ایک تو میں موجود ہوں اور ایک اور بھی ہے۔ مطعم نے پوچھا وہ کون ہے؟ ہشام نے کہا: زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم نے کہا اچھا تو ایک چوتھا آدمی بھی تلاش کر لو۔ اس پر ہشام بن عمرو وہاں سے بنی اسد بن عبد العزیٰ کے سردار ابو البختری بن ہشام[۲۵۰] کے پاس گیا

۲۵۰ یہ وہی ابو البختری ہے جس نے حکیم بن حزام کو بنو ہاشم کے لیے غلہ لے جانے سے منع کرنے پر ابو جہل

اور کہا کہ اگر قریش کو بنی ہاشم اور بنو عبد المطّلب کو ختم کر دینے کی اجازت دے دی گئی تو وہ مل کر دوسروں کا بھی وہی حال کیا کریں گے، ابوالبختری نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ بھلا اس کام میں ساتھ دینے والا کوئی اور بھی ہے ؟ ہشام نے کہا: ہاں۔ پوچھا: کون ؟ کہا: میں ہوں، زہیر بن ابی امیہ ہے اور مطعم بن عدی بھی ہے۔ ابوالبختری بن ہشام نے کہا: اچھا تو بس ایک پانچواں آدمی اور ڈھونڈ لو...

آخری حمایتی کی تلاش میں ہشام، بنی اسد بن عبد العزیٰ ہی کے ایک اور معزز سردار زمعہ بن اسود بن مطّلب بن اسد کے پاس گیا اور اسے قریش کے ظالمانہ رویے کی طرف توجہ دلا کر بنوہاشم سے بنی اسد کی قرابت اور ان کے حقوق یاد دلائے۔ اس نے پوچھا کہ بھلا کوئی اور بھی تمھاری اس تحریک میں ساتھ دینے پر آمادہ ہے، جس کے لیے تم مجھے بلا رہے ہو ؟ ہشام نے اثبات میں جواب دیا کہ کیوں نہیں اور سب کے نام بتلا دیے۔ زمعہ بن اسود بھی آمادہ ہو گیا۔

مکہ کے بالائی حصے حجون کے پاس رات کو ایک خفیہ میٹنگ

اس کے بعد ان پانچوں انصاف پسند [۲۵۱] صاحبانِ ہمت و عزیمت لوگوں [ہشام بن عمرو، زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود] نے مکہ کے بالائی حصے حجون کے پاس رات کو جمع ہو کر میٹنگ کی اور باہم دگر یہ عہد کیا کہ مقاطعہ کی دستاویز کو ظالمانہ اور نامنصفانہ قرار دے کر پھاڑ دینا اور بنو

کو اونٹ پر سے گرا کر لاتوں گھونسوں سے خوب تواضع کرنے کے بعد اُس کا سر پھاڑا تھا، وہ بھلا بنوہاشم کو مقاطعہ سے نجات دینے کی تحریک کا ساتھ کیوں نہ دیتا۔

۲۵۱ بلا شبہ یہ انصاف پسندی اور ظلم کے خلاف آواز تھی لیکن اِن کی انصاف پسندی کائنات کے حقیقی ظلم یعنی شرک [ان الشرك لظلم عظيم] کے خلاف مشتعل نہ ہو سکی، وجہ صاف ظاہر ہے کہ اس انصاف پسندی سے وہ اپنی خاندانی عصبیت کو تسکین پہنچانے کے ساتھ ابو جہل کو اور اُس کے قبیلے کو بالکل بے لگام ہو کر مکہ کی قیادت پر قبضے سے بھی بچانا چاہتے تھے۔ ہر دور میں ہر طرح کی تحریکات کو اپنے مختلف مراتب کے مخالفین کے درمیان سے اپنے سب سے بڑے حریف کے مخالفین کی حمایت کی آوازیں مل جاتی ہیں مگر اُن کو صحیح طور پر اپنے حق میں استعمال کر لینا قائدِ تحریک کی ذکاوت اور فہم کا امتحان ہوتا ہے۔ آج پوری دنیا کے ایشیا اور افریقہ کے معاشروں میں انصاف کی علم بردار تحریکات کا المیہ یہ ہے کہ وہ اس نوع کی حمایتوں کو حاصل کرنے میں نہ صرف ناکام بلکہ کچھ دوسری اپنی ہی دشمن قوتوں کے لیے حمایتی تحریک بن گئی ہیں۔

ہاشم کو اُن کے شِعب سے نکال لانا ہے۔ ابو طالب کے بھانجے زہیر بن ابی امیہ نے کہا کہ میں بات کا آغاز کروں گا اور باقی چاروں اپنی پوری قوتِ لسانی سے پورے جوش کے ساتھ زہیر کی تجویز کی حمایت کریں گے۔

مقاطعہ اور ابو جہل کی قیادت کے خلاف طاقت و قوت کا اظہار

صبح ہوئی تو سب لوگ حسبِ معمول اپنی اپنی محفلوں میں پہنچے۔ ابو طالب کا بھانجا زہیر بھی ایک زبردست شان دار جوڑا زیبِ تن کیے ہوئے پہنچا۔ پہلے بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر محفل میں شرکت کے لیے بیٹھنے کے بجائے، کھڑے کھڑے لوگوں سے مخاطب ہو کر بولا: اے مکہ والو! کیا ہم کھانا کھائیں، کپڑے پہنیں اور بنو ہاشم تباہ و برباد ہوں۔ نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے نہ ان سے کچھ خریدا جائے۔ اللہ کی قسم! میں بیٹھ نہیں سکتا، یہاں تک کہ اس ظالمانہ اور رشتوں کو توڑنے والی دستاویز کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دوں۔

ابو جہل مسجد حرام کے ایک گوشے میں موجود تھا، اُسے کیا خبر تھی کہ آج اُس کی لیڈری کا تیا پانچہ ہونے والا ہے، وہ بڑی چالاکی اور عیاری سے نبی ﷺ کی تحریک کو ایک ہوّا بنا کر مکہ کی اور قریش کی قیادت لے اڑا تھا۔ ابو جہل کے کانوں سے جوں ہی آواز ٹکرائی وہ بے ساختہ چیخا: تم غلط کہتے ہو۔ اللہ کی قسم! اُسے نہیں پھاڑا جا سکتا۔

اس پر زمعہ بن اسود نے کہا: واللہ! زہیر نہیں بلکہ تم زیادہ غلط کہتے ہو، تو سب سے بڑا جھوٹا ہے، جب یہ صحیفہ لکھا جا رہا تھا، اُس وقت بھی ہم اس سے راضی نہ تھے۔

ایک دوسرے کونے سے کچھ عرصہ قبل لاتوں اور گھونسوں سے ابو جہل کی ٹھکائی لگا کر اُس کا سر پھاڑنے والا مردِ آہن، ابوالبختری گرجا: زمعہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے نہ ہم راضی ہیں نہ اسے ماننے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد مطعم بن عدی نے بہت بلند مگر بڑے باوقار انداز سے کہا، تم دونوں ٹھیک کہتے ہو اور جو اس کے خلاف کہتا ہے وہی غلط کہتا ہے۔ ہم اس صحیفہ سے اور اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس سے اللہ کے حضور برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

سردارانِ قریش کا سارا مجمع ایک سکتے میں آگیا، ابو جہل کو رُسوا دیکھ کر سب کو اچھا ہی لگا ہوگا سوائے اُس کے قبیلے کے حاشیہ برداروں کے۔ ابو جہل کے خلاف بولنے والوں کے ذہن مجتمع اور موضوع گفتگو پر خوب عبور رکھتے تھے، اچھی تیاری تھی، پھر آخر میں جب ہشام بن عمرو نے اپنے دل کی گہرائیوں سے بنو ہاشم کو ظلم اور

بھوک سے نکالنے کے لیے اپنے سینے میں پنہاں اخلاص کے بند کو کھولا اور لوگوں کو مزید ظلم سے باز رہنے اور قرابت داری کے حقوق ادا کرنے کی بات کی تو باقی سارے سردارانِ قریش اُن سے متفق نظر آئے کہ خاموشی نیم رضامندی ہی ہوتی ہے، سماں ہی ایسا بندھ گیا تھا کہ سب نے جانا کہ یہی آج خلقِ خدا کی آواز اور نقارہ خدا ہے، کس کی ہمت تھی کہ دریا کے بہاؤ کے مخالف تیر سکے، یہ ماجرا دیکھ کر ابو جہل جان گیا اور اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکا کہ ہو نہ ہو، یہ سازش رات میں طے کی گئی ہے اور اس کا مشورہ یہاں کے بجائے کہیں اور کیا گیا ہے۔

صحیفے کو دیمک کھا جاتی ہے

بنو ہاشم کل بھی محترم تھے، وہ آج بھی محترم ٹھہرے۔ عبدالمطّلب نے چاہِ زمزم کو بحال کیا تھا اور ابرہہ سے مکالمہ بھی، وہ تمام قبائلِ قریش کا بے تاج بادشاہ تھا، اُس کی جگہ لینے کی ابو جہل نے ایک بھونڈی کوشش کی، ناکام ہو گیا، ابو طالب اُس کی جانشینی کے بجا طور حق دار تھے، کون جانتا تھا کہ بس اب چند شب و روز کے اُلٹ پھیر کی بات ہے کہ ابو جہل پر اُس کی اولاد بھی نفریں بھیجے گی اور متبعینِ نبی عربی ﷺ عرب و عجم کے فرماں روا بن جائیں گے اور نسلی تعصبات کے سارے بت ٹوٹ جائیں گے۔

ایک اور واقعہ روایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی دن یا کچھ روز قبل ابو طالب شان دار کپڑوں میں شان کے ساتھ حرم میں آئے، سردارانِ قریش اُن کو حرم میں آتا دیکھ کر حیران بھی ہوئے اور خوش بھی اور گمان کیا کہ بنو ہاشم مقاطعہ سے عاجز آ کر [جس سے وہ خود بنو ہاشم سے زیادہ عاجز تھے] مصالحت کی کوئی تجویز لے کر آئے ہیں۔ ابو طالب نے سب کو خطاب کر کے کہا، ہم ایک بات لے کر آئے ہیں، اُسے سنو اور تمھارے نزدیک جو فیصلہ درست ہو وہ کرو۔ سرداروں نے کہا، خوش آمدید، فرمائیے، ابو طالب گویا ہوئے کہ میرے بھتیجے [محمد ﷺ] نے مجھے خبر دی ہے کہ تمھاری دستاویز کو دیمک چاٹ گئی ہے، اُس میں بس **بسمک اللھم** لکھا باقی ہے اور کچھ نہیں [یوں یہ دستاویز اب باقی نہیں اور اس پر عمل درآمد جائز نہیں] اللہ کی قسم! میرے بھتیجےؐ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا، دستاویز منگوا لو اور دیکھ لو، اگر ایسا ہی ہے تو تم لوگوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے، باز آ جاؤ! اور اگر ایسا نہیں ہے اور یہ بات جھوٹی ہے تو تمھیں اختیار ہے کہ جو چاہو کرو میں اُس کی حمایت نہیں کروں گا۔

سرداروں نے خوشی سے کہا کہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے مگر جب دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ ابو

طالب کے بھتیجےؐ نے اُن کو خبر دی تھی۔ قریش اپنی بات پر قائم نہ رہے اور کہنے لگے کہ یہ تو محمد [ﷺ] کا جادو ہے، .... ایک پرانی گھسی پٹی بات، ..... جو وہ اور اُن سے پہلے مشرک قومیں کرتی چلی آئی ہیں!

مطعم بن عدی خستہ اور کرم خوردہ صحیفے کو چور چور کر دیتا ہے

مطعم بن عدی اُٹھا اور چاک کرنے کے لیے صحیفہ کا لفافہ اٹھالیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کیڑے اُسے پہلے ہی کھا چکے ہیں، وہ تاریخی دستاویز جو پہلے ہی خستہ اور کرم خوردہ تھی چُور، چُور کر دی گئی۔ ایک نفرت آمیز تحریر اپنے انجام کو پہنچ گئی، پھر کیا تھا مطعم بن عدی آگے آگے اور ہشام بن عمرو، زہیر بن ابی امیہ، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود کے پیچھے سارے ہی سردارانِ قریش بنو ہاشم کی خلاصی کو ابو طالب کے سامنے اپنا کارنامہ جتانے کے لیے تلواروں کے ساتھ شِعب ہاشم پہنچ گئے اور وہاں مقیم سارے لوگوں کو اُن کے حرم کے گرد اندرون مکہ میں واقع خالی پڑے گھروں میں عزت اور معذرت کے ساتھ دوبارہ بسادیا۔

حسّانؓ بن ثابت، مطعم کی موت پر تعریفی اشعار کہتے ہیں

ہشام اور زہیر دونوں بعد میں مسلمان ہوئے۔ ابوالبختری بدر میں کفار کے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی آیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ زبردستی لایا گیا ہے، اگر تلوار کی زد میں آجائے تو تلوار روک لی جائے۔ مطعم بن عدی کے کیا کہنے، جب نبی ﷺ طائف سے واپس آئے اور مکہ میں داخلے کے لیے کسی پناہ کے طالب تھے تو مطعم بن عدی نے آپ ﷺ کو اُس وقت پناہ دی جب کوئی دوسرا اس کام کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ خود اپنے بیٹوں کے ساتھ برہنہ تلواروں کے سائے میں آپؐ کو مکہ میں واپس لے کر آیا اور طواف کرایا [دیکھیے صفحہ ۴۷۲]۔ صد افسوس کہ مطعم کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ غزوۂ بدر سے قبل اُس کی موت کی اطلاع ملنے پر مدینے میں حسّانؓ بن ثابت نے مطعم کے لیے تعریفی اشعار کہے۔ [ان اشعار پر شبلیؒ کا تبصرہ صفحہ ۵۴۰ پر دیکھیے]

فما تطلع الشمس المنيرة فوقهم　　على مثله منهم اعز و اكرما

اباء اذ يٰاء بي و اكرم شيمة　　ونوم عن جار اذا الليل اظلما

اگر کسی شخص کو عالی مرتبت ہونے پر ہمیشہ کی زندگی ملنا ممکن ہوتی تو مطعم کے ساتھ ایسا ہی ہوتا۔ سورج جب لوگوں پر طلوع ہوتا ہے تو مطعم سے بڑھ کر معزز اور مکرم شخص نہیں دیکھتا۔ وہ خوددار بااخلاق، جس سے رات کی تاریکیوں میں لوگ مامون ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆